# میری بلند ہمّتی کا عالم

تحریر : امام عبدالرحمان ابن جوزیؒ
ترجمہ : مولانا ابوالحسن علی ندوی

امام ابن جوزیؒ کی خاص صفت ان کی عالی ہمّتی اور کسب کمالات اور جامعیت کا شوق ہے، جس کا اظہار انہوں نے اپنے حالات میں جابجا کیا ہے، انہوں نے جب کبھی مشہور حوصلہ مندوں اور بلند ہمتوں کا جائزہ لیا ہے، ان کی حوصلہ مندی اپنی بلند ہمتی کے سامنے پست اور محدود نظر آتی ہے۔ "صید الخاطر" میں ایک جگہ تفصیل سے لکھتے ہیں :۔

انسان کیلئے سب سے بڑی ابتلا اس کی بلند ہمتی ہے۔ اس لئے کہ جسکی ہمت بلند ہوتی ہے وہ بلند سے بلند مراتب کو انتخاب کرتا ہے، پھر کبھی زمانہ مساعد نہیں ہوتا، کبھی وسائل مفقود ہوتے ہیں، تو ایسا شخص ہمیشہ کوفت میں رہتا ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے بلند حوصلہ عطا فرمایا ہے، اور اسکی وجہ سے میں بھی تکلیف میں ہوں، لیکن میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کاش مجھے یہ بلند حوصلہ نہ عطا ہوتا۔ اسلئے کہ زندگی کا پورا لطف اور بے فکری، بے عقلی اور بے حسی کے بغیر نہیں۔ اور صاحب عقل یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اسکی عقل کم کردی جائے اور زندگی کا لطف بڑھا دیا جائے۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بلند ہمتی کا بڑی اہمیت سے ذکر کرتے ہیں، لیکن غور کیا تو معلوم ہوا کہ انکی ساری بلند ہمتی صرف ایک ہی صنف اور شعبہ میں ہے، اس کے علاوہ دوسرے شعبوں میں (جو بعض اوقات انکے شعبہ سے زیادہ اہم ہوتے ہیں۔) ان کو اپنی کمی یا پستی کی کوئی پرواہ نہیں۔ شریف رضی اپنے ایک شعر میں کہتا ہے کہ "ہر جسم کی لاغری کا ایک سبب ہے۔ اور میرے جسم کی مصیبت میری بلند ہمتی ہے۔" لیکن میں نے اس کے حالات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ حکومت کے سوا اس کا کوئی مطمح نظر نہ تھا۔ ابو مسلم خراسانی اپنی جوانی کے زمانہ میں سوتا نہ تھا، کسی نے اس سے سبب پوچھا، تو اس نے کہا کہ دماغ روشن، ہمت بلند، نفس بلندیوں کا حریص، اس سب کے ہوتے ہوئے

پست اور محدود زندگی، بھلا نیند کسطرح آسکے"۔ کسی نے کہا کہ تمہاری تسکین کسطرح ہو سکتی ہے۔؟ کہا کہ صرف اسطرح یہ سلطنت حاصل ہو جائے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر اسکی کوشش کرو۔ اس نے کہا کہ یہ خطروں میں پڑے اور جان کی بازی لگائے بغیر ممکن نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ پھر کیا مانع ہے؟ کہا کہ عقل روکتی ہے۔ پوچھا گیا کہ پھر کیا ارادہ ہے؟ کہا کہ پھر عقل کا مشورہ قبول نہیں کروں گا۔ اور نادانی کے ہاتھ میں اپنی باگ ڈور دیدوں گا۔ نادانی سے خطرہ مول لوں گا۔ اور جہاں عقل کے بغیر کام نہیں چلتا وہاں عقل سے کام لوں گا۔ اس لئے کہ گمنامی اور افلاس لازم وملزوم ہیں۔ میں نے اس فریب خوردہ حوصلہ مند (ابو مسلم) کے حالات پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ اس نے سب سے اہم مسئلہ ہی کی بیخ کنی کر دی۔ اور وہ مسئلہ آخرت ہے۔ وہ حکومت کی طلب میں دیوانہ رہا۔ اس کی خاطر اس نے کتنا خون بہایا، کتنے بے گناہ بندگان خدا کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اس کو دنیاوی لذتوں کا ایک قلیل حصہ حاصل ہوا جو اس کا مطلوب تھا، لیکن اسکو آٹھ سال سے زیادہ اس سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا، وہ اپنی عقل سے اپنا کوئی بندوبست نہ کر سکا اور سفاح کے ہاتھوں قتل ہو کر دنیا سے بڑی بُری حالت میں رخصت ہو گیا۔ اسی طرح متنبی نے اپنی بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کا بڑا ترانہ گایا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اسکو محض دنیا کی ہوس تھی۔

—— لیکن میری عالی ہمتی کا معاملہ عجیب ہے، میں علم کا وہ درجہ حاصل کرنا چاہتا ہوں جہاں تک مجھے یقین ہے کہ پہنچ نہیں سکوں گا، اس لئے کہ میں تمام علوم کا حصول چاہتا ہوں۔ خواہ ان کا کچھ موضوع ہو، پھر ان میں سے ہر علم کی تکمیل اور احاطہ چاہتا ہوں اور اس مقصد کے ایک حصہ کا حصول بھی اس چھوٹی سی عمر میں ناممکن ہے۔ پھر میرا یہ حال ہے کہ اگر کسی فن میں کسی کو کمال حاصل ہوتا ہے اور دوسرے فن میں وہ ناقص ہوتا ہے تو مجھے وہ ناقص نظر آتا ہے۔ مثلاً محدث فقہ سے بے بہرہ ہے۔ فقیہ حدیث سے بے خبر، میرے نزدیک علم کا نقص ہمت کی پستی کا نتیجہ ہے، پھر علم سے میرا مقصود پورا پورا عمل ہے میرا جی چاہتا ہے کہ مجھ میں بشر حافی کی احتیاط اور معروف کرخی کا زہد جمع ہو جائے، پھر یہ بات تصانیف کے مطالعہ، عامۃ الناس اور بندگان خدا کو تعلیم وافادہ اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کے مشاغل کے ساتھ بہت مشکل ہے۔ پھر میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ مخلوق سے مستغنی رہوں اور بجائے ان کا احسان لینے کے ان پر احسان کرنے کے قابل بن سکوں

اور انحالیکہ علم کے ساتھ اشتغال کسب معاش سے مانع ہے۔ دوسروں کا ممنون ہونے اور ان کے سلوک و ہدایا کو قبول کرنے کو میری ہمت گوارا نہیں کرتی۔ پھر مجھے اولاد کی بھی خواہش ہے۔ اور بلند پایہ تصانیف کا بھی شوق ہے۔ تاکہ یہ سب میری یادگار اور دنیا سے جانے کے بعد میرے قائم مقام ہوں، اس کا اہتمام کیا جائے تو دل کے پسندیدہ اور محبوب مشغلہ خلوت و تنہائی میں فرق آتا ہے۔ اور طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ پھر مجھے طیبات و مستحسنات سے جائز لطف لینے کا بھی شوق ہے لیکن اس میں مال کی کمی سدراہ ہے، پھر اگر اس کا سامان بھی ہو جائے تو جمعیت خاطر رخصت، اسی طرح میں ان غذاؤں اور ایسے کھانے پینے کا بھی شائق ہوں، جو جسم کے موافق اور اس کے لئے مفید ہوں۔ اس لئے کہ میرا جسم نفاست پسند اور شائق واقع ہوا ہے۔ لیکن مال کی کمی یہاں بھی رکاوٹ بنتی ہے، یہ سب درحقیقت اضداد کو جمع کرنے کی کوشش ہے۔ بھلا اس عالی ہمتی کا مقابلہ وہ لوگ کیا کرسکتے ہیں، جن کو صرف دنیا مطلوب ہے۔ پھر میری خواہش یہ بھی ہے کہ دنیا کا حصول اس طرح ہو کہ میرے دین پر آنچ نہ آئے، اور وہ بالکل محفوظ ہو۔ اور نہ میرے علم اور عمل پر کچھ اثر پڑے۔ میری بے چینی کا کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے، ایک طرف مجھے شب بیداری عزیز ہے، احتیاط و تقوٰی کا اہتمام ہے، دوسری طرف علم کی اشاعت افادہ اور تصنیف و تالیف اور جسم کے مناسب غذائیں بھی مطلوب ہیں اور یہ بغیر قلب کی مشغولیت کے ممکن نہیں۔ ایک طرف لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ دوسری طرف خلوت و تنہائی کی دعا و مناجات کی حلاوت میں کمی ہو تو اس پر بھی سخت تاسف و رنج ہوتا ہے۔ متعلقین کیلئے قوت مالا یموت کا انتظام کیا جائے تو زہد و احتیاط کے معیار میں فرق آتا ہے۔ لیکن میں نے اس ساری تکلیف اور کوفت کو گوارا کر رکھا ہے اور راضی برضا ہو گیا ہوں۔ اور شاید میری اصلاح و ترقی اسی تکلیف و کشمکش میں ہے۔ اس لئے کہ بلند ہمت ان اعمال کی فکر میں رہتے ہیں۔ جو خدا کے یہاں باعث تقرب ہیں۔ میں اپنے انفاس کی حفاظت کرتا ہوں اور اس سے احتیاط کرتا ہوں کہ ایک سانس بھی کسی لایعنی کام میں صرف ہو۔ اگر میرا مطلوب حاصل ہو گیا تو سبحان اللہ ورنہ نیۃ المؤمن خیر من عملہ۔ (صید الخاطر ص ۱۹۴، ۱۹۶)

★